B.A. part - I
paper - I
page - I
Section - poetry
Date - 22/04/2021.

Topic - Zauque Ki Shairana Infaradeyat

## ذوق کی شاعرانہ انفرادیت

کسی بھی شاعر کی پہچان کا مرحلۂ اول طرزِ بیان یا اسلوبِ ادا ہے۔ جس کی تشکیل الفاظ کے وسیلے سے ہوتی ہے۔ صاحبِ فکر شاعروں کی کمی نہیں ہے۔ مگر صاحبِ طرز شعراء کم تر ہیں۔ اور ایک منفرد اسلوب کی ایجاد بے شک دشوار گزار ہے۔ اس کے لیے لفظوں کے استعمال کا ایک ایسا سلیقہ مندانہ ہنر کی ضرورت ہوتی ہے جس کی بے تکلفی، سادگی، برجستگی اور تازہ کاری شاعر کے خلوص کے لہجہ کو نمایاں کر دیتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک بڑے سطح سرمایۂ الفاظ کو زیرِ تصرف رکھے بغیر اس مرحلے سے سرخ رو ہونا یعنی اپنے ممتاز اندازِ بیان کو واضح کر لینا بھی ممکن نہیں ہے۔ اور یہ خوبی ذوق کے اندر بدرجہ اولیٰ پائی جاتی ہے۔

ذوق کی شاعرانہ عظمت و انفرادیت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ لفظ و بیان کے سرمائے میں انہوں نے گراں قدر اضافے کئے۔ لفظیات اور اردو لسانیات کے دامن کو انہوں نے اتنا شمول اور متنوع بنا دیا کہ ان کے بعد آنے والے کی دشواریاں بہت حد تک کم ہو گئیں۔ اور ہر طرح کے مضامین و خیالات کے اظہار کی راہیں کھل گئیں۔

چونکہ شیخ ابراہیم ذوق درباری شاعر تھے۔ وہ ہمیشہ عیدوں، نوروزوں اور دیگر شاہی تقریبات میں قصیدے پیش کیا کرتے تھے۔ اور انعام و اکرام سے نوازے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ جب بہادر شاہ ظفر نے سخت بیماری کے بعد صحتِ کاملہ پائی تو ذوق نے ان کی شان میں ایک زبردست قصیدہ پڑھا۔ جس کا مطلع یوں تھا۔

واہ وا کیا معتدل ہے باغِ عالم میں ہوا
مثلِ نبضِ صاحبِ صحت ہے ہر موجِ صبا

اس قصیدے پر علاوہ انعام و اکرام کے شیخ ابراہیم ذوق "خان بہادر" کے خطاب سے نوازے گئے۔ ساتھ میں ایک ہاتھی اور خلعتِ نقرئی بھی انعام پائے۔ بعد کو ایک پُر عالیشان قصیدہ لکھا جس پر ایک گاؤں جاگیر میں عطا ہوا۔ اس قصیدے کا مطلع یوں ہے

شب کو میں اپنے سرِ بسترِ خوابِ راحت
نشۂ علم میں سرمست غرور و نخوت

شیخ ابراہیم ذوق کو البتہ سارے علوم و فنون سے واقفیت تھی۔ تفسیر و تصوف میں دخل کامل تھا۔ ابتدائی زمانہ میں موسیقی سے شغف تھا۔ نجوم و رمل سے بھی واقفیت تھی۔ علم طب سے بھی آشنا تھے۔ لیکن کبھی بھی علاج و معالجے کی طرف توجہ نہ کی۔ کتب بینی تو اس قدر تھی کہ کہتے ہیں کہ ساڑھے سات سو دیوان اساتذۂ فن کے دیکھے ہیں۔ اور ان کا خلاصہ پیش کیا ہے۔ لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ ذوق نے اپنے کلام کی احتیاط نہ کی اور نہ ہی بادشاہ نے اس کو جمع کیا۔ اکثر پرچوں، طاقوں پر، تکیہ کے غلافوں میں اور مٹی کے مٹکوں میں غزلیں پڑی رہا کرتی تھیں۔ کثیر حصہ ان تخلیقات کا ضائع و برباد ہو گیا۔ ان کے کلام کا اکثر حصہ تلف ہو گیا۔ اور خاص عالم شباب کا کلام اب دستیاب نہیں ہے۔ ہزاروں گیت، ٹھمریاں، ہولیاں اور دیگر اقسام کی نظمیں ناپید ہیں۔

ذوق نے اپنی وفات سے محض تین گھنٹہ پہلے یہ شعر کہا تھا۔

کہتے ہیں آج ذوق جہاں سے گزر گیا
کیا خوب آدمی تھا خدا مغفرت کرے

ان باتوں سے پتہ چلتا ہے کہ استاد ذوق کے کلام کی کچھ انتہا نہ تھی۔ لوگ کہتے ہیں روزانہ غزلیں کہا کرتے تھے۔

موجودہ دور میں بھی شیخ ابراہیم ذوق کے اکثر مصرعے زبان زد خاص و عام ہیں۔ اور آج بھی اردو زبان میں روزمرہ کی بول چال میں رائج ہیں۔ ان کے چند اشعار کے چند مصرعے ملاحظہ ہوں

- اے ذوق تکلف میں ہے تکلیف سراسر
- زبان خلق کو نقارۂ خدا سمجھو
- زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
- صدا طوطی کی سنتا کون ہے نقار خانہ میں
- ہوں اس طرح جہاں میں کہ گویا نہیں ہوں میں